



# خطبہ جمعہ

بعنوان

## ماہِ رمضان کی تیاری

سلسلۃ منبر الحجۃ

**193**

بتاریخ: 17 اپریل 2020

بمطابق: ۲۳ شعبان ۱۴۴۱ھ

بہ اہتمام

**الحکمة انٹرنیشنل**

5D1 ٹاؤن شپ، مادرِ ملت روڈ، نزد پائپ سٹاپ، لاہور

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ، أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ  
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :  
﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ  
وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ، الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ  
وَالضَّرَّاءِ﴾ [آل عمران: 133]

”اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف جلدی کرو (وہ جنت) کہ جس کی  
چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، وہ ان متقین کے لیے تیار کی گئی ہے  
جو خوشحالی و تنگی میں خرچ کرتے ہیں۔“

ماہ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے اور وبائی مرض کی وجہ سے خوف زدہ ماحول کے  
باوجود ہر مسلمان خوشی سے نہال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ماہ مبارک کو ہمارے نصیب میں کر رہا  
ہے۔ غم زدہ صورتِ حال کے پیش نظر رمضان المبارک کی آمد بلاشبہ اہل اسلام کے لیے  
بڑی ہی امید، رحمت اور مسرت کی نوید ہے۔ یہ مہینہ چونکہ عبادات کے لیے ہی خاص ہے،  
اس لیے مسلمانانِ عالم اپنے پروردگار کے حضور میں سجدہ ریز ہو کر گڑگڑائیں گے، اپنے رب  
کو منائیں گے اور التجائیں کریں گے کہ مولا کریم! ہم پر رحم فرما دے اور ہماری جن بد عملیوں  
کی وجہ سے یہ آزمائش ہم پر آئی ہے ان سے درگزر فرما۔ ہمیں یقین ہے کہ رب کریم اس ماہ  
مبارک مہینے کی برکت سے اپنے بندوں سے تجاوز فرمائے گا اور پھر سے امن و سلامتی کا  
ماحول پیدا ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ

موجودہ صورتِ حال کے پیش نظر ہمیں ماہ رمضان کی تیاری کیسے کرنی چاہیے اور اس

کے لیے ہمیں کن امور کو ملحوظ رکھنا چاہیے، ملاحظہ فرمائیے:

### ① روزے رکھنے کا پختہ ارادہ کر لیں:

روزہ اللہ تعالیٰ کی ایسی محبوب عبادت ہے کہ رب کریم نے باقی تمام اعمال کا اجر و ثواب لکھنے کی ذمہ داری فرشتوں کو سونپ رکھی ہے لیکن روزہ واحد ایسی عبادت ہے کہ اس کا اجر لکھنے کا ذمہ خود اٹھایا ہے۔ فرمایا: روزہ چونکہ خالصتاً میری رضا کے لیے رکھا جاتا ہے، اس لیے اس کی جزا بھی میں ہی عطا فرماؤں گا۔ علاوہ ازیں بھی روزے کے بہت سے فضائل ہیں جنہیں پڑھ سن کر انسان کا دل فرحت و مسرت سے لبریز ہو جاتا ہے۔ ایسے عظیم عمل کو بغیر کسی شرعی عذر کے بلاوجہ چھوڑ دینا یقیناً بدبختی ہے۔ لہذا اس بار وہ احباب بھی روزے رکھنے کا پختہ عہد کر لیں جو گزشتہ سالوں میں نہیں رکھ سکے۔ اس لیے کہ اس بار تو کام کاج کے بوجھ سے بھی آزاد ہیں، کہ تھکاوٹ، گرمی کی شدت اور دن بھر مزدوری کا عذر بھی نہیں بن سکتا، لہذا اس موقع کو غنیمت جانیں اور اس مبارک عبادت سے محروم نہ ہوں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نِعْمَتَانِ مَعْبُودُونَ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصَّحَّةُ وَالْفَرَاحُ))

”دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں رہتے ہیں

(یعنی ان سے فائدہ نہیں اٹھایا تے) ایک صحت اور دوسری فراغت۔“

صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب: لا عيش إلا عيش الآخرة، ح: 6412

موجودہ ایام میں تو لوگوں کی اکثریت کو یہ دونوں نعمتیں ہی حاصل ہیں، لہذا کیا ہی سعادت ہو کہ اگر ان سے ایسا فائدہ لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے؟! یعنی ماہ رمضان کے روزے بھی رکھے جائیں اور بھر پور طریقے سے فرضی و نقلی عبادت بھی کی جائیں۔ اللہ جانے کہ اگلے سال تک ہمیں صحت یا زندگی میسر رہتی ہے یا نہیں!!

## ② گھروں کی صفائی اور جائے نماز:

موجودہ ایام میں وبا کے پھیلنے کی وجہ سے حکومت اور بہت سے اہل علم نے لوگوں کو گھروں میں ہی نماز پڑھنے کا کہا ہوا ہے۔ ایسی صورت حال میں جو لوگ گھروں میں ہی نماز پڑھنا چاہتے ہوں انہیں چاہیے کہ ماہ مبارک شروع ہونے سے پہلے گھروں کی اچھی طرح صفائی کر لیں اور نماز باجماعت کے لیے ایک الگ کمرہ یا جگہ خاص کر لیں، تاکہ وہ جگہ مکمل طور پر پاک صاف رہے۔ ایسا کرنے سے ذہن سازی بھی ہو جاتی ہے اور بندہ شعوری طور پر عبادت و ریاضت کے لیے مستعد ہو جاتا ہے، نیز اس سے رمضان المبارک کی آمد کی خوشی بھی جھلکتی ہے اور یقیناً اس کی عبادت کے ذوق و شوق کے اظہار سے بھی اللہ تعالیٰ کو خوش کیا جاسکتا ہے۔

جو لوگ گھروں میں نمازیں اور تراویح ادا کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں انہیں اکیلے اکیلے نہیں بلکہ باجماعت نماز ادا کرنی چاہیے، تاکہ وہ مسجد میں نہ جانے کی وجہ سے جماعت کے ثواب سے محروم نہ ہوں، بلکہ گھریلو خواتین کو بھی باجماعت نماز پڑھنے کا موقع مل سکے گا اور وہ بھی اس فضیلت کو حاصل کر پائیں گی۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ سَبْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً)).

”آدمی کی باجماعت نماز اس کے اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ ثواب حاصل کرتی ہے۔“

صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة وبيان

التشديد في التخلف عنها، ح: 650

### ③ باجماعت نماز پڑھنے کا عزم صمیم:

نماز باجماعت کا اہتمام تو عام دنوں میں بھی ضرور کرنا چاہیے بلکہ جماعت میں حاضر نہ ہونے والوں کے متعلق حدیث مبارکہ میں سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ بہ طور خاص شعبان کے آخری دس دن اور ماہِ رمضان کے تیس دن ملا کر ان 40 ایام میں اس عمل کا خصوصی اہتمام کر لیا جائے تو آپ ایک عظیم فضیلت کے حق دار ٹھہر جائیں گے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى لِيهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى، كُتِبَ لَهُ بَرَاءَةٌ تَنْبَرَأُ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ))

’جو شخص چالیس دن تک رضائے الہی کی خاطر تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرتا ہے اس کے لیے دو براءتیں لکھ دی جاتی ہیں: ایک جہنم سے براءت اور دوسری نفاق سے براءت۔‘

[حسن] سنن الترمذی، أبواب الصلاة، باب فی فضل التكبيرة الأولى، ح: 241  
لہذا آج ہی سے اس عظیم فضیلت کو حاصل کرنے کے لیے ہر نماز باجماعت اور تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ ادا کرنا شروع کر دیجیے اور رمضان المبارک کے آخری دن تک بالخصوص جبکہ ہمیشہ کے لیے بالعموم یہ عزم کر لیجیے کہ یہ تسلسل ٹوٹنے نہ پائے۔

### ④ دُعاؤں کا خاص اہتمام کیجیے:

ویسے تو ہمیں عام دنوں اور عام حالات میں بھی ربِ کریم سے بہ کثرت دعا مانگتے ہی رہنا چاہیے لیکن ماہِ رمضان چونکہ عبادات کا خاص مہینہ ہے لہذا اس میں دعا کا بھی خصوصی اہتمام ہونا ضروری ہے۔ روزے اور دعا کا آپس میں گہرا تعلق ہے، اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ میں روزوں سے متعلقہ احکام والی آیات کے

درمیان میں دعا کا حکم دیا ہے، جیسا کہ فرمایا:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾

[البقرة: 186]

” (اے نبی!) جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو (انہیں بتا دیجیے کہ) یقیناً میں بہت قریب ہوں، میں دعا کرنے والے کی دعا کو؛ وہ جب بھی مجھ سے دعا کرے میں قبول کرتا ہوں، انہیں بھی چاہیے کہ میری باتیں مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں، تاکہ وہ ہدایت یافتہ بن سکیں۔“

اس آیت کریمہ سے پہلے والی آیات میں نبی روزوں کے احکام بیان ہوئے ہیں اور بعد والی آیات میں بھی۔ درمیان میں یہ آیت دعا سے متعلق مذکور ہوئی ہے۔ اس سے بہ خوبی واضح ہوتا ہے کہ روزے اور دعا کا آپس میں کس قدر گہرا تعلق ہے۔ اس لیے رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ دعائیں کیجیے۔

آج جن حالات سے ہمیں پالا پڑا ہوا ہے ان حالات میں تو بہت ہی زیادہ ضروری ہے کہ ہم رور و کرا اور گڑ گڑا کر رب کریم سے اس کی رحمت مانگیں۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر دعاؤں کا اہتمام کریں۔ مساجد میں بھی اور گھروں میں بھی دعائیں مانگنے کا ماحول بنائیں۔ نمازوں کے بعد انفرادی طور پر، اذان اور اقامت کے دوران، سحری کے وقت دو رکعت نماز تہجد ادا کرنے کے بعد، افطاری سے کچھ دیر پہلے؛ بلکہ کسی بھی وقت میں دعا مانگنے میں کوتاہی مت کیجیے۔

### ⑤ اخلاق و کردار کی اصلاح کیجیے:

اگر ایک آدمی کسی ٹارگٹ کو حاصل کرنے کے لیے شب و روز محنت تو کرتا رہے لیکن وہ ان رکاوٹوں کو دور نہ کرے جن کی وجہ سے وہ اپنے ٹارگٹ کو حاصل کرنے میں ناکام ہو سکتا

ہے، تو ایسے آدمی کی محنت کسی کام آئے گی؟ ہرگز نہیں! اس کی ساری محنت رائیگاں جائے گی۔ یہی مثال اس روزے دار کی ہے جو دن بھر بھوکا پیاسا تو رہے لیکن اپنے اخلاق و کردار کی اصلاح نہ کرے۔ جھوٹ، غیبت، چغلی، بہتان تراشی، گالی گلوچ، فساد، دھوکہ دہی اور دیگر فتنے خصلت بھی جوں کے جوں رہیں اور روزے بھی رکھتا رہے۔ حالانکہ ان کے ہوتے ہوئے دن بھر کی بھوک پیاس کا چنداں فائدہ نہیں، تو پھر اتنی مشقت سہنے کا فائدہ؟! لہذا اپنے روزوں کو شرف قبولیت بخشوانے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اپنے اخلاق و کردار کی اصلاح کی جائے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْجَهْلِ وَالْعَمَلِ بِهِ، فَلَا حَاجَةَ لِلَّهِ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ))

”جس نے بیہودہ باتوں اور بیہودہ کاموں سے اجتناب نہ کیا، اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔“

صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من لم يدع قول الزور والعمل به في الصوم، ح: 1903

### ⑥ اہل خانہ کی اصلاح و تربیت:

لاک ڈاؤن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ ماہ مبارک آپ کو اپنے اہل خانہ کے درمیان گزارنے کا موقع عنایت فرمایا ہے، لہذا اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اس سے ہر طرح کا بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ آپ کی گھر میں موجودگی کا گھر والوں کو مفید احساس ہونا چاہیے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ آپ خود بھی نماز اور روزے کا اہتمام کریں، گھر والوں کو بھی پابندی سے کروائیں۔ خود بھی تلاوت، دعا اور اذکار کا معمول بنائیں اور بیوی بچوں سے بھی ان کی پابندی کروائیں۔ نیز عبادت کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی تربیت پر بھرپور توجہ دیں۔ انہیں روزانہ مختصر سا درس قرآن دے دیا کریں، کوئی ایک تربیتی حدیث سنا کر اس پر عمل کی

ترغیب دے دیا کریں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کے تابناک واقعات سنائیں، تاکہ وہ ان کے ذریعے اپنی زندگی کو بھی خوب صورت اور پاکیزہ بنا سکیں، اسلاف کرام رضی اللہ عنہم کے پیارے پیارے اقوال و فرامین سنائیں، جو کہ ان کی تربیت احوال اور تزکیہ نفس کے لیے بہت ہی مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

یاد رکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صرف اپنی ہی نجات کی فکر کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ اپنے اہل خانہ کی آخرت کو بھی بہتر بنانے کے لیے کوشش کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ [التحریم: 6]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچا لو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں، اس آگ پر سخت دل اور بہت مضبوط فرشتے مقرر ہیں، جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انہیں حکم دے، اور جس کام کا انہیں حکم دیا جاتا ہے اسے وہ فوراً بجالاتے ہیں۔“

### ⑦ غریبوں کی سحری و افطاری کا انتظام:

یہ بات کسی سے بھی مخفی نہیں ہے کہ موجودہ حالات میں ایک غریب گھرانہ کن مشکلات اور پریشانیوں سے دوچار ہے۔ اس لیے آپ جہاں اپنے لیے سحری و افطاری کا راشن خریدیں وہاں اپنے محلے کے کسی ایک، دو یا جتنی آپ میں استطاعت ہے اتنے گھرانوں کے لیے بھی سحری و افطاری کا انتظام کر دیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال و دولت سے نوازا ہے تو اپنے غریب رشتہ داروں، غریب ہمسایوں اور غریب محلے داروں کا خیال رکھنا آپ پر فرض ہے۔ پھر بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانے کی فضیلت ہی بڑی ہے۔ سیدنا جابر بن



عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( مِنْ مُوجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ إِطْعَامُ الْمُسْلِمِ السَّعْبَانَ ))

”بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا؛ مغفرت کو واجب کر دینے والے اعمال میں

سے ہے۔“

[صحیح] المستدرک للحاکم: 3935 - شعب الإیمان للبيهقي: 3366

اگر آپ کے پاس مالی وسعت نہیں ہے تو کم از کم اتنا ضرور کیجیے کہ اپنا روزمرہ کا کھانا ذرا سا اضافی بنا لیجیے، پھر اس میں سے ایک کٹوری روزانہ اپنے محلے کے کسی غریب گھر میں بھیج دیا کیجیے۔ یہ بھی چھوٹا عمل نہیں ہے بلکہ بہت بڑی خدمت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہی نصیحت فرمائی ہے:

(( إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً ، فَأَكْثِرْ مَاءَ هَا ، وَتَعَاهَدْ جِيرَانَكَ ))

”جب تم سالن پکاؤ تو اس کا شور بہ زیادہ بنا لیا کرو اور اس میں اپنے ہمسائے کو

بھی شامل کر لیا کرو۔“

صحیح مسلم ، کتاب البر والصلة والآداب ، باب الوصية بالجار والإحسان إليه ،

ح: 2625

یاد رکھیں! اگر آپ تو اپنے گھر میں انواع و اقسام کے کھانوں اور پھلوں سے سحری و افطاری کر رہے ہوں لیکن آپ کے کسی رشتے دار یا محلے میں موجود کسی گھر میں کھانے کے لیے آٹا اور سبزی بھی موجود نہ ہو تو آپ اللہ کے ہاں مجرم ہوں گے اور ایسی صورت میں آپ کو اپنے ایمان کی فکر کر لینی چاہیے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ ))

”وہ شخص مومن نہیں جو خود تو سیر ہو کر کھائے جبکہ اس کا ہمسایہ بھوکا ہو۔“

[صحیح] الأدب المفرد للبخاری: 112 - سلسلة الأحاديث الصحيحة: 149

### ⑧ افطار پارٹی کی جگہ محتاجوں کی مدد:

اگر آپ ہر ماہِ رمضان میں بہت عظیم الشان افطار پارٹی کرتے ہیں، جس میں اپنے عزیز واقارب اور دوست و احباب کو مدعو کرتے ہیں اور اچھا خاصا خرچ کرتے ہیں، تو اس بار یہ پروگرام منسوخ کر دیجیے اور اس پر ہونے والے خرچے سے چند محتاج اور غریب گھرانوں کو مہینے بھر کا راشن لے کر دے دیجیے۔ یقیناً مانیں آپ اس کی خوشی اُس سے کہیں زیادہ محسوس کریں گے۔ موجودہ حالات ایسے بن چکے ہیں کہ سفید پوش طبقہ اس سے سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے۔ وہ کسی کے سامنے ہاتھ بھی نہیں پھیلاتے اور گھر میں فاتحے بھی کاٹتے ہیں۔ اگر ایک غریب گھرانے کے تمام افراد آپ کے دیے ہوئے راشن سے مہینہ بھر روزے رکھیں گے اور افطار کریں گے، تو آپ کو ہر ایک فرد کے بدلے میں تیس تیس روزوں کا ثواب ملے گا۔ جیسا کہ سیدنا زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ فَطَرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا)).

”جس نے روزے دار کی افطاری کرائی اسے اس کے برابر ہی اجر ملتا ہے اور روزے دار کا اجر بھی بالکل کم نہیں ہوتا۔“

[صحیح] سنن الترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في فضل من فطر صائما، ح:

807

علاوہ ازیں آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں شامل ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے ایک پسندیدہ عمل کو اپنائیں گے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل، یا کون سے لوگ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ اللَّهُ تَعَالَى أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ، وَأَحَبُّ

الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى سُرُورٌ تَدْخُلُهُ عَلَى مُسْلِمٍ، أَوْ  
تَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً، أَوْ تَقْضِي عَنْهُ دَيْنًا، أَوْ تَطْرُدُ عَنْهُ  
جُوعًا))

”اللہ کی نظر میں محبوب ترین لوگ وہ ہیں جو لوگوں کو سب سے زیادہ نفع  
پہنچانے والے ہوں اور محبوب ترین عمل وہ خوشی اور راحت ہے جو تم کسی  
مسلمان کو پہنچاؤ، یا اس کی پریشانی دُور کرو، یا اس کا قرض ادا کرو، یا اس کی  
بھوک مٹاؤ۔“

[حسن] المعجم الكبير للطبرانی: 13646- صحيح الجامع: 176 - سلسلة الأحاديث  
الصحيحة: 906

ایک غریب گھرانے کی مدد کرنے سے گویا آپ انہیں فائدہ بھی پہناتے ہیں، انہیں  
خوشی بھی دیتے ہیں، ان کی پریشانی کا مداوا بھی کرتے ہیں اور ان کی بھوک بھی دُور کر دیتے  
ہیں۔ گویا سب ہی اعمال اس میں آجاتے ہیں۔ لہذا اصحاب استطاعت اس کا ضرور اہتمام  
کریں۔

### ⑨ رب کریم کو منانے کا عزم:

جن حالات سے ہم گزر رہے ہیں یقیناً بڑے ہی پریشان کن ہیں اور اس کی خود ساختہ  
وجوہات چاہے ہم جتنی بھی نکال لیں، اصل اور حقیقی وجہ یہی ہے کہ ہمارا رب ہم سے رُوٹھ گیا  
ہے۔ رُوٹھنے کی وجہ بھی کوئی مبہم اور پیچیدہ نہیں ہے بلکہ صاف، واضح اور سیدھی سی ہے کہ ہم  
نے صرف اس کی نافرمانیوں پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ شرم و حیا کے تمام تر ضابطے توڑ ڈالتے  
ہوئے علی الاعلان فحاش بن چکے ہیں۔ اس بے حیائی اور عریانی کو فروغ اجتماعی سطح پر بھی دیا  
گیا ہے اور انفرادی طور پر بھی۔

اجتماعی کی مثال ہمارا مین سٹریم میڈیا ہے، جس میں ٹی وی پروگرامز سے لے کر

ڈراموں اور فلموں تک بے حیائی عام ہے، قوم کو ہر ایک شے میں؛ حتیٰ کہ کاروباری اشتہارات میں بھی فحش مناظر دکھا دکھا کر اس قدر بیمار ذہنیت کا حامل بنا دیا گیا ہے کہ اب وہ ایسی ہی چیزوں کو پسند کرنے لگے ہیں۔ آپ غور کیجیے کہ گھی یا چائے کے ایڈ میں نیم برہنہ لڑکی اور ڈانس وغیرہ کے مناظر دکھانے کا کیا تنگ بنتا ہے؟ باقاعدہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پورے معاشرے سے حیا کا جنازہ نکالا جا رہا ہے۔ آزمائش اور پریشانی کے مواقع پر بھی یہ میڈیا لوگوں کو توبہ و استغفار کی ترغیب دینے کی بجائے گانوں اور رنگ برنگے نغموں میں الجھا دیتا ہے۔ گویا مسلمان کا اس کے رب سے تعلق کاٹ دینے کا کامل پلان کر رکھا ہے۔

بے حیائی کے فروغ میں ہمارے انفرادی کردار کی مثال سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کا ناجائز استعمال ہے۔ بد قسمتی سے یہ ہر ایک بندے کی پہنچ میں بھی ہے اور پرائیویسی کا ایسا کامل انتظام ہے کہ ایک ہی گھر میں رہنے والے باپ کو بھی معلوم نہیں کہ اس کا بیٹا موبائل کی سکرین پر کیا کچھ دیکھتا رہتا ہے۔ فیس بک، واٹس ایپ اور ٹویٹر پر فحش پوسٹیں لکھنا، مخالف کے لیے گندی زبان استعمال کرنا اور نازیبا ویڈیوز دیکھنا، اپ لوڈ کرنا اور شیئر کرنا..... یہ سب وہ قبیح امور ہیں جس نے بے حیائی کو فروغ دیا اور جس کی وجہ سے ہم پر یہ عذاب مسلط ہوا۔ اگر کسی کو یہ باتیں محض جذباتی محسوس ہو رہی ہیں تو وہ یہ حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةَ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونَ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَابِهِمُ الَّذِينَ مَضُوا))

”جب بھی کسی قوم میں بے حیائی علانیہ ہونے لگتی ہے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان کے گزرے ہوئے بزرگوں (کے دور)

میں نہیں ہوتی تھیں۔“

[حسن] سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات، ح: 4019

لہذا ہم سب پر لازم ہے کہ رب تعالیٰ کے حضور میں اپنے گناہوں کی توبہ و استغفار کریں، روٹھے ہوئے رب کو منائیں، اس کے سامنے سجدہ ریز ہو کر، گرگڑا کر، اپنی سیاہ کاریوں کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے سامنے خود کو پیش کر دیں اور معافی کے خواستگار ہوں، یقیناً وہ بڑا مہربان ہے، اسے ہماری حالت پر ضرور رحم آجائے گا اور ہمیں معاف فرما دے گا، کیونکہ اس کا قانون ہے کہ:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ))

”یقیناً بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالتا ہے۔“

صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب تعديل النساء بعضهن بعضا، ح: 2661 - صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب فی حدیث الإفک و قبول توبة القاذف، ح: 2770

ابھی سے عہد کر لیجئے کہ یہ رمضان ہم نے سابقہ تمام رمضانوں سے الگ اور منفرد گزارنا ہے۔ پہلے اگر ہم رمضان المبارک میں بھی عبادات اور توبہ و استغفار میں کوتاہی کرتے تھے تو اس بار ایسا ہرگز نہیں کرنا بلکہ اسے گولڈن چانس سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خوب خوب بندگی کرنی ہے اور فرائض و نوافل کی کامل ادائیگی کے ذریعے اس کو یوں منانا ہے کہ وہ ہم سے راضی ہو کر، ہم پر رحمت ہی رحمت نچھاور فرمادے۔

⑩ ماہِ شعبان میں روزے رکھیں:

سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اور کسی مہینے میں آپ کو اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا جتنے آپ ماہِ شعبان میں

روزے رکھتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ذَلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الْأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ))

”رجب اور رمضان کے درمیان میں یہ ایسا مہینہ ہے کہ جس سے لوگ غفلت کا شکار رہتے ہیں، اس مہینے میں رب العالمین کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، لہذا میں پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل پیش ہو تو میں روزے کی حالت میں ہوں۔“

[حسن] سنن النسائي، كتاب الصيام، باب صوم النبي ﷺ بأبي وأمي، ح: 2357

لہذا جس قدر طبیعت اجازت دے شعبان میں اس قدر روزے رکھ لیے جائیں تو بڑی ہی فضیلت کا باعث ہیں۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہو جاتا ہے کہ بندہ ماہِ رمضان کے روزوں کے لیے عملی طور پر تیار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سحری اور افطاری کے اہتمام کا پہلے سے ہی معمول بن جائے گا۔ ماہِ رمضان میں عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ روٹین سے بالکل ہٹ کر سحری کے وقت اٹھنا کچھ لوگوں پر گراں گزرتا ہے، یا وہ بیدار ہی نہیں ہو پاتے۔ ایسی صورتِ حال میں ایک دو یا زیادہ دن تک سحری کی برکت سے محروم رہتے ہیں۔ اسی طرح کاروبار یا دوکان سے آتے ہوئے تاخیر سے گھر پہنچنے کی وجہ سے افطاری لیٹ ہو جانے کا بھی خدشہ ہوتا ہے۔ شعبان میں روزے رکھنے سے سحری اور افطاری کی بہترین مشق ہو جائے گی اور ماہِ رمضان میں کسی طرح کی پریشانی سے دوچار نہیں ہوں گے۔

لیکن اگر کسی کو کمزوری کا خدشہ ہو تو وہ اس ماہ میں روزے نہ رکھے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ شعبان کے نفل روزے رکھنے کی وجہ سے رمضان کے فرض روزے چھوٹ جائیں۔ اور شعبان کے آخری دو تین دنوں میں تو روزہ رکھنے کی بالکل ممانعت ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، إِلَّا أَنْ  
يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ، فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ))  
”تم میں سے کوئی بھی شخص رمضان المبارک سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ  
رکھے، سوائے اس کے جو اس دن کا روزہ رکھ رہا ہو؛ اسے رکھ لینا چاہیے۔“

صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب لا يتقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح:  
1914 - صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا  
يومين، ح: 1082

اس ممانعت کی وجہ یہی ہے کہ جسم کو کچھ آرام مل جائے اور چند دن کے وقفے سے  
دوبارہ مستعد ہو کر روزے رکھ سکیں۔



خطبہ رائٹر	خطبہ حاصل کرنے کے لیے	تاثرات اور مشورہ کے لیے
حافظ فیض اللہ ناصر	03034125519	حافظ شفیق الرحمن زاہد (مدیر)
03214697056	03014843312	03015989211
	03424449009	